**علامہ غلام شبیر بخاری**

یہ کمال صرف سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو ہی حاصل تھا کہ دشمن بھی ان کی سچائی کے اعتراف پر مجبور ہو جاتے۔ انکی مقناطیسی شخصیت نے تمام مسالک کے علماء کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کر دیا تھا۔

**مولانا سعید الرحمٰن علوی**

شاہ جیؒ نے وعظ فروش مولویوں، جعلی پیروں، شرک پرور صوفیوں اور سرمایہ پرست مذہبی بہروپیوں کا کاروبار ٹھپ کر کے رکھ دیا تھا۔ مجاہدینِ آزادی میں اُن کی شخصیت ہر لحاظ سے منفرد و ممتاز نظر آتی ہے۔ انہوں نے نہ تو کوئی ڈیرہ بنایا نہ گدی چلائی اور نہ دولت جمع کی۔ انہوں نے اپنا سب کچھ دین پر قربان کر دیا۔ وہ مومنِ کامل اور عظیم مجاہدِ آزادی تھے۔

**مولانا عبد القادر آزاد**

امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے آزادیٔ وطن اور استیصالِ فتنۂ مرزائیت کے لئے بے مثال جدوجہد کی۔ انہوں نے بے نواؤں کو زبان بخشی۔ غریبوں، مجبوروں اور آزادی کے کارکنوں کو حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر زندہ رہنے کا سلیقہ عطا کیا۔ عقیدہ ختمِ نبوت کا تحفظ اُن کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد تھا۔ یہ شاہ جی کی محنت اور شعلہ نوائیوں کا نتیجہ ہے کہ آج ہم جرأت کے ساتھ دین کی بات کرتے ہیں۔

**حمید اصغر نجیب**

شاہ جیؒ نے برطانوی استعمار کے خلاف صرف اسلئے جدوجہد کی کہ وہ اسلام کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ فرنگی سامراج کے اقتدار کے خاتمے اور اُس کے خودکاشتہ پودے فتنۂ مرزائیت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا اُن کا مقصدِ حیات تھا۔ آج بھی انہی خطوط پر چل کر اور شاہ جیؒ کے چلن کو اپنا کر ہم منزل پا سکتے ہیں۔

**سبط الحسن ضیغم**

پنجاب نے آزادی کی جنگ میں نمایاں کردار ادا کیا ہے اور یہاں کی قیادت ہمیشہ مسلّم رہی ہے۔ اقبال، ظفر علیخاں، چودھری افضل حق، مولانا گل شیر شہید اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری پنجاب کے مایۂ ناز فرزند تھے۔ پنجاب کا سر فخر سے بلند ہے۔ جہاں غداروں نے پنجاب کے وقار کو ختم کرنے کی کوشش کی وہاں اِن جری، آزاد اور بہادر سپوتوں نے قوم، ملک اور دین سے وفاداری کر کے پنجاب کا نام اُونچا کر دیا۔

**پروفیسر عباس نجمی**

شاہ جیؒ سچے تھے انہوں نے آزادی کی جنگ میں اپنے مفادات قربان کر دیئے انگریز کی پیشکش کو قبول کر لیتے تو آج پاکستان کے سب سے بڑے جاگیردار ہوتے مگر اس مردِ حق آگاہ نے دولت واقتدار اپنے عظیم مقاصد پر قربان کر دیئے۔ وہ ایک سچے عالمِ دین اور انسان سے پیار کرنے والے رہنما تھے۔ وہ آج بھی لوگوں کے دلوں میں بستے ہیں۔

**سعید احمد**

تاجیوالہ رشجاع آباد

# رواں رہے گا یونہی کاروان بخاری کا

- تاجیوالہ میں حضرت امیر شریعت کی یاد میں جلسہ
- مرزائی اور رافضی ٹیچروں کی گمراہ کن سرگرمیاں

۲۱ اگست کو ملک بھر میں عظیم مجاہد آزادی امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں اجتماعات منعقد ہوئے جن میں دانشوروں، ادیبوں، شاعروں اور علماء نے حضرت امیر شریعت کی ملی دینی اور قومی خدمات پر انہیں زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

اسی حوالے سے عالمی مجلس احرار اسلام کے کارکنوں نے جامعہ عربیہ نصیر الاسلام تاجیوالہ شجاع آباد میں ایک جلسہ منعقد کیا قاری عبدالغفار صاحب کی تلاوت کلام مجید سے جلسہ کا آغاز ہوا مدرسہ کے ہونہار طلباء نے مل کر سید امین گیلانی کی مشہور نظم سنائی تو سامعین شاہ جی کی یاد میں ڈوب گئے ؎

؎ رواں رہے گا یونہی کارواں بخاری کا
عدو نہ سمجھیں کہ ہم چوٹ کھا کے بیٹھ گئے

جلسہ سے حضرت مولانا نذیر احمد خان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امیر شریعت کے دل و دماغ میں انگریز کے خلاف نفرت کے جذبات موجزن تھے اور انہوں نے یہی جذبات مسلمانوں میں منتقل کر کے انہیں جہاد آزادی میں اپنا ہمنوا بنا لیا تھا وہ سچے عاشق رسول تھے احرار کے کارکن محمد افضل خاں احرار نے کہا کہ امیر شریعت نے جہاں آزادی کی جنگ لڑی وہاں سے مسلمانوں کے دینی و اجتماعی عقائد کے تحفظ کی بھی زبردست جدوجہد کی وہ عقیدہ ختم نبوت اور اسوۂ ازواج و اصحاب رسول کے سب سے بڑے محافظ تھے انہوں نے ناموس صحابہ کے تحفظ کے لیے تحریک

مدحِ صحابہ چلائی اور رسالت کے تحفظ کے لیے تحریک ختم نبوت برپا کی۔

قاری عبدالستار عابد نے کہا کہ امیر شریعت نے انگریز کے خود کاشتہ پودے مرزائیت کا قلع قمع کرنے کے لیے لازوال جدوجہد کی انہی کی محنت کا نتیجہ ہے کہ آج مرزائی پاکستان میں غیر مسلم اقلیت ہیں جلسہ سے مولانا خواجہ یٰسین صدیقی مدظلہ اور راقم سعید آزاد نے بھی خطاب کیا جلسہ کے اختتام پر حضرت امیر شریعتؒ کی پانچ منٹ ریکارڈ شدہ تقریر سنائی گئی آخر میں مختلف قرار دادوں کے ذریعہ مطالبہ کیا گیا کہ

۱۔ ملک میں مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔ ۲۔ امتناع قادیانیت آرڈی ننس پر عملدرآمد کیا جائے ۳۔ حکومت مرزائیت نوازی سے باز آجائے ۴۔ تحفظ مقام صحابہ آرڈی ننس پر عمل کرایا جائے اور صحابہ کرامؓ پر تبرّیٰ کرنے والوں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ ۵۔ ہائی سکول جگو والا کے رافضی ٹیچر "عزیز" کو فوراً گرفتار کیا جائے جس نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کر کے اہل سنت کی دل آزاری کی ہے اسی طرح مرزائی ٹیچر "مظفر" کی سرگرمیوں کا نوٹس لیا جائے جو مسلمانوں میں مرزائیت کی تبلیغ کر رہا ہے۔ جلسہ میں اعلان کیا گیا کہ اکتوبر میں تاجیوالا میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوگی جس میں قائدین احرار خطاب کریں گے۔

ملتان
نمائندہ خصوصی

# یہود و مجوس سے بڑھ کر اسلام کا کوئی دشمن نہیں

## دین نام ہے صحابہؓ کی اتباع کا، دفاعِ صحابہ ہر مسلمان پر فرض ہے

پندرھویں سالانہ مجلس ذکرِ حسینؓ سے حضرت سید عطاء المحسن بخاری
سید عطاء المومن بخاری، مولانا محمد اسحٰق سلیمی اور سید کفیل بخاری کا خطاب

سانحۂ کربلا منافقینِ عجم کے سازشی فکر و فلسفہ پر ایک ضربِ کاری کی حیثیت رکھتا ہے۔ شہادتِ حسینؓ سے دین کی روحِ عمل سمجھ آجاتی ہے اور غیرت و حمیت اپنے اوجِ کمال پر نظر آتی ہے۔ ان خیالات کا اظہار دارِ بنی ہاشم میں یومِ عاشورہ کے موقع پر خطیبِ بنی ہاشم ابنِ امیرِ شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ نے فرمایا۔

وہ پندرہویں سالانہ قدیمی مرکزی مجلسِ ذکرِ حسینؓ میں مومنینِ اہلِ سنت کے سب سے بڑے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انھوں نے فرمایا کہ سب کے سب صحابہ کرام اسی دانائے سُبل، فخر الرسل اور مولائے کل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پروردہ ہیں کہ جن کا حکم حکمِ الٰہی، کلام کلامِ الٰہی اور عمل منتہائے ربی ہے مولائے کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین لاکھ سے متجاوز قدسی صفت صحابہ کی جماعتِ گراں مایہ میں فکر و نظر اور شعور و احساس کا وہ نور منتقل کیا کہ جو قیامت تک اُمتِ رسول کیلئے ہدایت اور حُریت کے راستوں کو اُجالتا رہے گا۔ اُسوۂ حسینی میں اُسوۂ رسالت کا یہی نورانی عکس نمایاں تر ہے۔ سیدنا حسینؓ نے جہاں غیرت ایمانی کو نیا مفہوم عطا کیا ہے وہاں انھوں نے منافقین کے اس گروہ کو ہمیشہ کے لئے رُسوا کر دیا ہے کہ جو اُن کے نانا کے دین کے درپے آزار ہو کر خلافتِ عثمانی پر مہلک وار کر چکا تھا۔

حضرت حسینؓ کا اُسوہ مقامِ صحابیت کی تفسیر ہے اور اس سے اس ارشادِ نبوی کی صداقت پر ایمان قوی ہو جاتا ہے کہ جماعتِ صحابہ کا ہر ہر فرد قیامت تک اُمتِ رسول کے لئے ذریعہ ہدایت ہے۔ وہ سب آسمانِ نبوت کے روشن ستارے ہیں۔ وہ سب مومنینِ کاملین ہیں۔ صحابہ کے ایمان کی گواہی خود اللہ نے کلام اللہ میں دی۔ منافقت اور ایمان کی راہیں متضاد اور جُدا جُدا ہیں۔ جو لوگ منافقت کا روپ دھار کر صحابہ کی جماعت میں داخل ہو گئے اللہ نے وحی کے ذریعے نبی کریم پر اُنکی منافقت واضح کر دی تھی۔ حضور نبیٔ اُمی صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کا نام لے لے کر اُنہیں اپنی جماعت سے باہر نکال دیا تھا۔ اس فیصلہ رسول کے

بعد کسی صحابئ رسول کے ایمان میں شک کا اظہار بجائے خود منافقت ہے۔

حادثہ کربلا کے پس منظر میں یہودیوں، سبائیوں اور مجوسیوں کی منافقانہ سازشیں کارفرما تھیں۔ خیبر کی شکست، جزیرۃ العرب سے انخلاء اور اپنے اقتدار کے چکنا چور ہونے کے بعد یہودیوں نے اُمتِ مسلمہ میں انتشار وافتراق کی گہری سازشیں شروع کر دی تھیں اور وہ اسلامی حکومت کے استحکام اور تیزی سے بڑھتی ہوئی فتوحات سے خوفزدہ ہو کر انتقام پر اُتر آئے تھے۔ اُدھر ایرانی مجوسیوں کو اقتدارِ کسریٰ کے ملیامیٹ ہو جانے سے کبھی نہ مندمل ہونے والے زخم چاٹنے کی مصروفیت تھی۔ انہی دو نمایاں عناصر کو ایک حسبی نسبی یہودی مسٹر عبداللہ ابن سبا جیسا شر دماغ سازشی میسر آیا جس نے امامِ مظلوم سیدنا حسینؓ کی شہادت تک مرکزی کردار ادا کیا۔

سیدنا حسینؓ نے اگر امیر یزید کی بیعت نہیں کی تو اُن کا یہ اجتہادی حق تھا۔ اور اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ ہر صحابی مجتہد مطلق ہوتا ہے اور مجتہد کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ اپنے اجتہاد پر قائم رہے یا رجوع کرے۔ دونوں صورتوں میں ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ سیدنا حسینؓ کے اجتہادی موقف کے صاف برعکس اسلامی حکومت کے بینتالیس صوبوں کے مسلمانوں نے مکمل اتفاق سے امیر یزید کی بیعت کی اور انہیں اپنا خلیفہ منتخب کیا۔ بیعت کرنے والوں میں "بدر" و "احد" کے صحابہ بھی موجود تھے اور ان صحابہ نے کسی جبر کے تحت بیعت نہیں کی کہ اس کا تصور بھی اپنے ایمان کو ضائع کرنے کے مترادف ہے۔

کوفہ کے شیعانِ علیؓ نے سیدنا حسینؓ کو خطوط لکھے اور تختِ خلافت پر متمکن ہونے کی دعوت دی۔ یہی کوفی پہلے سیدنا علیؓ اور سیدنا حسنؓ کو دھوکہ دیکر شہید کر چکے تھے۔ چنانچہ جب سیدنا حسینؓ نے سیدنا مسلم بن عقیلؓ کو جائزہ لینے کیلئے کوفہ بھیجا تو حسبِ دستور سابق کوفیوں نے انھیں بھی شہید کر دیا۔ حضرت حسینؓ کوفہ روانہ ہو چکے تھے کہ راستے میں "ثعلبیہ" کے مقام پر شہادتِ مسلم سے مطلع ہوئے۔ وہیں آپ نے اپنے سابقہ مؤقف سے رجوع کر کے امیر یزید سے ملاقات کا فیصلہ کر لیا اور اسی مقام سے کوفہ کی بجائے شام کی طرف سفر شروع کر دیا۔

ابنِ زیاد اور شمر —— حضرت مسلم بن عقیلؓ کے قتل میں شریک تھے اور دونوں نے سمجھ لیا تھا کہ اگر سیدنا حسینؓ امیر یزید کے پاس پہنچ گئے تو مفاہمت ہو جائیگی اور قاتلانِ مسلمؓ کو سزا مل کے رہے گی چنانچہ ان دونوں نے سیدنا حسینؓ کا راستہ روکا اور اپنے ہاتھ پر یزید کی بیعت کا مطالبہ کیا۔ اس پر سیدنا حسینؓ نے

فرمایا کہ "خدا کی قسم! یہ تو میری موت کے بعد ہی ممکن ہے کہ میں تمہارے ہاتھ پر یزید کی بیعت کر دوں" سیدنا حسینؓ کا یہ فیصلہ عین حق تھا اور غیرتِ حسینؓ کا تقاضا تھا۔ اس کے بعد شمر اور ابنِ زیاد نے ظلم کیا اور سیدنا حسینؓ کو شہید کر دیا یہ مسلّمہ حقیقت ہے کہ مکہ سے ثعلبیہ تک کا سفر حضرت حسینؓ نے خلافت کے لئے فرمایا کہ اُن کے نزدیک عراق میں امیر یزید کی بیعتِ خلافت تب تک منعقد نہ ہوئی تھی لیکن یہ اطلاع کوفیوں کی کہہ مکرنی ثابت ہوئی اور حضرت حسینؓ کو یقین ہو گیا کہ امیر یزید کی خلافت متحقق ہو چکی ہے چنانچہ آپ مفاہمت اور قصاصِ مسلم کے لئے کوفہ کی بجائے شام کو ہو لئے۔ یوں کربلا کا سفر، سفرِ قصاص ہے اور ان سب باتوں کو تائیدِ تقویت میدانِ کربلا میں پیش کردہ حضرت حسینؓ کی اُن تین شرائط سے ملتی ہے جو آپ نے جناب عمر بن سعد کے سامنے پیش فرمائیں۔ اور پیشکش فرمائی کہ یا مجھے مکہ کو پلٹ جانے دو یا سرحدوں کو نکل جانے دو کہ عساکرِ اسلام کا ہمرکاب مصروفِ جہاد ہو جاؤں اور یا مجھے یزید کے پاس جانے دو تاکہ میں اس سے معاملات طے کروں۔ اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دوں آخر وہ میرا چچا زاد ہے یہی وہ تین شرائط ہیں جو اہلِ سنت کیلئے فیصلہ کا معیار ہیں۔ اصل مجرموں کی شناخت کے لئے بھی یہیں سے حقیقی مفیا وفراہم ہوتی ہے۔ ان شرائط کو ائمہ اہلسنت کے علاوہ ائمہ اہلِ تشیع بھی تسلیم کرتے ہیں —— لہذا ان تین شرائط کے مطالعہ کے بعد کسی قصے، کہانی یا افسانے کی گنجائش باقی نہیں رہتی اور حقائق کھل کر، اُبھر کر نکھر کر اور نتھر کر سامنے آجاتے ہیں۔

آج جو لوگ بھی آلِ رسول اور اہلِ بیتِ رسول کا واسطہ دیکر منافقت کا انتہائی گھناؤنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ حق و باطل کے خانہ ساز معرکے اٹھا رہے ہیں اور فرقہ واریت کو ہوا دے رہے ہیں اُن کی ساری خرمستیاں سبائی دولت، اشتری حیلوں، حکیمی تجبّر اور مختاری چالوں کی مظہرِ کامل ہیں۔ یہود و مجوس کی ساری تگ و دو اس نکتہ پر مرتکز ہے کہ تاریخ، ادب، سیاسیات، سماجیات اور اعتقادات کے ہر ہر گوشے میں شرک اور نفاق کے سانچوں میں ڈھلے ہوئے خانوادۂ نبوت کے خود ساختہ بُت کھڑے کر دیئے جائیں۔ میدانِ جنگ میں عبرتناک شکست اور ذلتِ سامانِ موت سے پے در پے دوچار ہونیوالے اعدائے خدا اور رسول کے پاس یہی ایک انتقامی حربہ تھا جو پوری قوت سے اور مسلسل آزمایا گیا۔ اور آزمانے والے وہی تھے کہ فتنہ و سازش اور شرک و نفاق جن کی فطرت و طینت، ضمیر و خمیر، سرشت و خصال اور فکر و نہاد کے

اجزائے ترکیبی ہیں۔

بندگیٔ بوتراب اور محبتِ آلِ رسول و اہلبیتِ اطہار کا نعرہ سرزمینِ عجم کو اسی لئے خوش آیا کہ یہاں صنم پرستی، شاہ پرستی اور شخصیت پرستی مزاجوں کا حصّہ ہو چکی ہے۔ اجرام فلکی سے لیکر حشراتِ ارضی تک کونسی چیز ہے جو عبادت و ریاضت کی سزاوار نہ تھی۔ بندگیٔ طاقت و دولت۔ آئین ہائے کہنہ و نو کے متن واحد کا درجہ رکھتی تھی۔ ایسی رُت میں، ایسے ماحول میں اور ایسے موسم میں صبیانِ یہود اور مجوس کے لئے سازگاری ہی سازگاری تھی چنانچہ ملتِ ابراہیمی کی عالمگیر وحدت کو پارہ پارہ، اُمتِ محمدیہ کی ابدی شوکت وسطوت کو مجروح و مسخ کرنے کیلئے ایک متوازی اور متضاد دین ایجاد کیا گیا۔ دینِ عجم کے بچاری گزشتہ تیرہ سو سال سے اسلام کے صدرِ اوّل میں اپنی جانکاہ ہزیمتوں کا انتقام لے رہے ہیں لیکن یہ دینِ اسلام ہے کہ خونِ صحابہ اور اُسوہ و آثارِ صحابہ اس کے قابلِ تسخیر قلعہ کی فصیلیں ہو گئے ہیں۔

اس سے قبل مجلس کی پہلی نشست سے خطاب کرتے ہوئے سید عطاء المومن بخاری نے فرمایا کہ سیدنا حسینؓ کا اجتہادی مؤقف اوّل و آخر اجماعِ اُمت کے پاس اور احترام کا درس دیتا ہے۔ حضرت حسین کے پیشِ نظر کبھی بھی بنواُمیہ اور بنوہاشم کی تفریق نہیں رہی بلکہ خانوادۂ نبوّت کی روایات کی پاسداری میں اُنہوں نے نسبی و ایمانی مراسم کی وہ نظیر قائم کی جو بجائے خود ایک اُسوہ اور ایک معیار ہے۔ آج لوگ سانحۂ کربلا کو حق و باطل اور کفر و اسلام کی جنگ بتانے بنانے پر مصر ہیں۔ اور اس کو جہاد منوانے پر تُلے ہوئے ہیں۔ تاریخ کی مکذوبہ اور جعلی روایات کا انبار لگا کر حق شناس مسلمانوں پر رعب گانٹھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ خواہ اس کوشش میں کتنے ہی صحابہؓ کی اہانت و تکذیب کیوں نہ لازم آتی ہو۔ تاریخ کے راستے سے اعتقادات میں رسوخ پیدا کرنے والے تخریب کار اور نقب زن ایک تو وہ ہیں کہ جن کے قلب و نظر میں بغض و عناد اور شرّ و فساد کے علاوہ کچھ اور ہے ہی نہیں اور دوسرے وہ بھی ہیں کہ جنہیں اہلِ سنّت ہونے کا بے ثبوت دعویٰ ہے اور جن کی شپرہ چشمی کے عبرتناک مظاہر نے بذاتِ خود تاریخ میں کئی المیوں کو راہ دی ہے۔ تاریخ ہمارے لئے نہ حجت ہے نہ معیار اور نہ معتبر! اس لئے ہمیں کسی فلسفۂ تاریخ کی احتیاج نہیں۔

حجّت ہے تو کلام ربّی اور ارشادِ نبوی ہے۔ یہی معیار ہے۔ یہی معتبر ہے۔ یہی حق و یقین حق ہے۔ اسی کا نام دین ہے۔ اور دین کی تفہیم و تشریح اُس وقت ناممکن ہے جب تک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو معیارِ حق و صداقت نہ سمجھا جائے۔ کیونکہ صحابہ پروردگانِ رسالت ہیں۔

ہر وہ فکر، نظریہ اور تعبیر جو صحابہ کرام کے متعلق کسی بھی قسم کی بدگمانی یا بدکلامی کا سبب بنتا ہے۔ سراسر کفر اور باطل ہے۔ دین نام ہے صحابہ کی محبت اور اطاعت کا اُن پر اعتماد اور یقین کا۔ اس کے بغیر کوئی مسلمان مؤمن کامل نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے اسلام کے نظامِ عقائد و افکار کو تلپٹ کرنے کے خواہاں سبائی ایجنٹ ہمیشہ سے صحابہ کرامؓ کو بھونکتے رہے ہیں خواہ وہ نام نہاد فلاسفہ و مناطقہ ہوں یا متکلّمین و مؤرخین آج بھی تاریخ کے بہت سے کاغذی پہلوانوں کو اپنے دجل و تلبیس پر بے جا ناز ہے۔ حالانکہ تاریخ ہی کے مضبوط حوالوں سے ایسے لوگوں کو "زندہ درگور" کیا جا سکتا ہے۔

دین میں جو تقدس قرآن و حدیث کو حاصل ہے وہ تاریخ کو ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔

"مجلسِ ذکرِ حسینؓ" سے مولانا محمد اسحٰق سلیمی۔ حافظ سید محمد کفیل شاہ بخاری اور جناب محمد یعقوب خان نے بھی بھرپور خطاب کیا۔ جناب حافظ محمد اکرم نے منظوم کلام سے مومنینِ اہلِ سنّت کے جوان جذبوں کی ترجمانی کی۔ مجلس میں ہزاروں کے مجمع نے مسلسل سات گھنٹے تک تذکار و افکارِ حسینی سماعت کئے۔ اور یوں یہ مبارک مجلس حسبِ دستور (شہدائے کربلا و جمیع مرحومینِ اُمتِ محمدیہ کے ایصالِ ثواب کیلئے اجتماعی قرآن خوانی سے شروع ہو کر لنگرِ حسینی کی تقسیم پر اختتام پذیر ہوئی۔